علامہ محمد انور شاہ کشمیری کی فقہ حنفی کی تائید

اسباب اور ثمرات

از ڈاکٹر سید محمد فاروق بخاری، شعبۂ عربی امر سنگھ کالج سری نگر کشمیر

(۳)

ہم یہاں ایک مثال پیش کرتے ہیں:-

تاریخ کی تمسیخ وتحریف

نواب سید صدیق حسن خاں (جو عدم تقلید کے داعیوں میں اپنے علم وفضل اور اپنی فکر وقلم میں بڑے مشہور عالم گزرے ہیں) اپنی تصنیف التاج المکلل میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے اس قول کو — کہ سالک کا راہ حقیقت کے سامنے ہر وقت قرآن و سنت ہوتا ہے اور وہ اوامر و نواہی ایک دوسرے سے تمیز کرنے کے لئے ہر وقت قرآن و سنت ہی کو معیار بناتا ہے — عجیب چکر دے کر درج ذیل نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔ یہ بار بار پڑھنے کے قابل ہے:-

انّ اتباع الکتاب والسنة هو المعیار لمعرفة الرجال۔ فانّ الرجال تعرف بالحق لا الحق بالرجال وهذا خصیصة

بے شک رجال کی معرفت کا معیار قرآن و سنت کی پیروی ہے۔ کیونکہ لوگوں سے حق پہچانا نہیں جاتا بلکہ حق سے ہی لوگ پہچانے جاتے ہیں۔ یہ وہ نیک خصوصیت

شريفة خص الله بها أهل الحديث وأهل السلوك ولم يشاركهم فيها أحد من الفقهاء المقلدين. وإنك لا تجد عالماً صوفياً ولا سالكاً فاضلاً إلا وهو يتقيد بالكتاب والسنة ولا يقلد أحداً من الأئمة[1]

ہے جس کو اللہ نے اہل حدیث اور صوفیاء سے خاص کیا ہے۔ اس خصوصیت میں فقہاء مقلدین میں کوئی بھی شخص ان کا شریک نہیں ہے تم دیکھو گے کہ جو بھی کوئی صوفی عالم اور سالک فاضل ہے وہ قرآن و سنت کا پابند ہوگا اور ائمہ مقلدین میں سے کسی بھی امام کا مقلد نہیں ہوگا۔

پھر اس تحقیق کا آخری خلاصہ ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

ومن ههنا تبين: أن الصوفي لا مذهب له[2]

اس سے یہیں کہا جاتا ہے کہ صوفی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا ہے۔

نواب صاحب مرحوم تاریخ و تراجم کے وسیع النظر عالم تھے اس لئے یہ تسلیم کرنا ناممکن ہے کہ انہوں نے صوفیائے اسلام کے حالات زندگی کا سطحی مطالعہ بھی نہیں کیا ہوگا ظاہر ہے یہ صرف بدترین تعصب ہی کا کام ہوتا ہے جو علماء تک کا قلم پھسلاتا ہے اور نعوذ باللہ آمیز باتیں ان سے لکھواتا ہے تاریخ و تراجم کے مستند علماء لکھتے ہیں کہ امام غزالیؒ، شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، سیدنا شیخ عبد القادر جیلانیؒ، مولانا جلال الدین رومیؒ، شیخ نجم الدین کبریٰؒ، حضرت بایزید

---

[1] التاج المکلل: ص ۴۰۶، المطبعة الهندية العربية ۱۳۸۳ھ [2] ایضاً ص۔

[3] آج معلوم ہوا کہ میر تقی میر نے جو "قشقہ کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا" تھا، اصل میں اپنے صوفی ہونے کی طرف اشارہ کیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ حافظ ابن تیمیہ، محمد بن عبد الوہاب اور حضرت شاہ اسماعیل شہید تو ... مرحوم اور ان کی یہ تحقیق عالم وجود میں آنے سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔

حضرت جنید بغدادی، میر سید علی ہمدانی، شیخ فرید الدین عطار رحمہم اللہ جیسے جلیل القدر صوفیا اور سالکین راہِ طریقت سب کے سب ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی امام کے مقلد تھے۔ صوفیائے کرام کے سرخیل حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مقبول عام تصنیف: غنیۃ الطالبین میں جگہ جگہ اپنے مقلد ہونے کی طرف نہ صرف اشارہ کرتے ہیں بلکہ اس پر فخر بھی کرتے ہیں، مثلاً تراویح باجماعت کے باب میں لکھتے ہیں: قال امامنا احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ، ایام تشریق کے تکبیرات کے بارے میں اپنا مسلک "وھو مذھب امامنا احمد بن حنبل" اور احناف کا "وھو مذھب الامام الاعظم ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ" کہہ کر بیان کرتے ہیں۔ بلکہ اسی مقام پر صاف الفاظ میں لکھتے ہیں:

واھل السنۃ اجمعوا علی السمع والطاعۃ لائمۃ المسلمین و اتباعھم۔	ائمہ مسلمین کی دل و جان سے پیروی کرنے پر اہل سنت متفق ہیں

خود حضرت شیخ اکبر محی الدین بن عربی جن کے قول پر نواب صاحب مرحوم نے اپنی نادر "تحقیق" پیش کی ہے، الفتوحات المکیۃ میں لکھتے ہیں:

اجمعنا علی تقریر حکم المجتھد وعلی تقلید العامی لہ فی ذلک الحکم..... لانہ دلیل شرعی (جلد اول)

ہمیں افسوس ہے کہ اس معاندانہ فکر اور متعصبانہ طرز تحریر نے نواب صدیق حسن خاں کی عظیم و وقیع تالیفوں میں غیر معمولی تقائص کو جنم دیا ہے سو جس نتیجے پر وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اسی کو غیر شعوری طور پر کاٹتے بھی ہیں اور بڑی بے پروائی سے ایک ساتھ دو کشتیوں میں اترتے نظر آتے ہیں۔ ہم اس نوع کی بھی ایک مثال پیش کرتے ہیں:

نواب صاحب مرحوم و مغفور کو اعتراف ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی عقائد اور احکام میں پختہ حنفی تھے بلکہ "اسی جرم" کی پاداش وہ حضرت محدث دہلوی کو علم حدیث

یکسر بے بہرہ قرار دیتے ہوئے نہایت دلیری کے ساتھ اُن کی حدیث دانی اور ہندوستان میں علمِ حدیث کی عظیم الشان خدمت کی اہمیت گھٹاتے ہیں۔ نواب صاحب فرماتے ہیں:

لم یکن یعرف علم الحدیث علی وجهه بل علی جهة الاجازة و الاستجازة

وہ علم حدیث کو علم کی حیثیت سے نہیں جانتے تھے بلکہ اُن کی حدیث دانی اجازت لینے اور اجازت دینے تک محدود تھی۔

بہرحال نواب صاحب کو اعتراف ہے کہ حضرت شیخ دہلویؒ مقلد تھے۔ نواب صاحب کی مذکورالصدر تحقیق کے مطابق محدث دہلویؒ کو روحانی علو اور مدارج سے کوئی واسطہ نہیں ہونا چاہئے تھا مگر اپنی دوسری تصنیف میں نواب صاحب حضرت محدثِ دہلویؒ ہی کے بارے میں لکھتے ہیں:

بندۂ عاجز در دہلی بہ تربت شریف او رسیدہ نمی تواند گفتن کہ کدام روح و ریحان برکاتش مشاہدہ نمودہ رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً[1]

جب میں دہلی میں حضرت شیخ رح کی قبر پر پہنچا، نہیں کہہ سکتا کہ ان کے فیض و برکات کی خوشبو کیسے مشاہدہ کی۔

یہ تقلید کی برکت کہئے یا حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی کرامت کہ نواب صاحب ائمہ فقہا اور اُن کے پیروکاروں پر ڈالی ہوئی گرد خود ہی جھاڑ دی۔[2]

---

[1] تقصار جیود الاحرار: ص ۱۱۲ و اتحاف النبلاء: ص ۳۱۴ [2] ائمہ و اکابر سے بغض و نفرت رکھنے میں بعض حضرات اتنے دلیر واقع ہوئے تھے کہ آج بھی اضطراب لاحق ہوتا ہے، التاج المکلل میں نواب صاحب مرحوم نے امام شعرانی کا تذکرہ بڑی عقیدت و احترام سے کیا ہے۔ مگر کتاب کے حاشیہ نگار نے نواب صاحب کے بیان کو جھوٹ قرار دیکر امام شعرانی کو دجال و مکار ثابت کرنے کی ناکام سعی کی ہے۔

ان حالات میں ضروری تھا کہ مسلمانوں کو اس خانہ جنگی سے نجات دلانے کے لئے فقہ حنفی کا خالص علمی اور تحقیقی مطالعہ کیا جائے اور اس کے بارے میں دانستہ یا نادانستہ جو بدظنی اور نفرت پھیلائی جا رہی تھی اس کا ہمیشہ کے لئے ازالہ کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ اس سے نہ صرف یہ کہ فقہ حنفی کی علمی خدمت ہو سکے بلکہ مسلمانوں میں اسلاف عظام کا تقدس، جس میں خطرناک زلزلہ آچکا تھا، بحال ہو جائے اور ان کا قیمتی علمی و فکری اثاثہ تحقیر و توہین کی خاک میں مل جانے سے محفوظ رہ سکے، نیز اس کی برکت سے تقلید ایک مبغوض چیز کے بجائے ہندوستانی مسلمانوں کے لئے مفید و با مقصد ثابت ہو سکے جسے شاعر "ربط ملت" کا ہم معنی قرار دیتا ہے ع

معنیٔ تقلید ربط ملت ست

یہ کام علمی اور اخلاقی اعتبار سے علمائے احناف ہی کے ذمہ نہیں تھا بلکہ کسی بھی تحقیق پسند کے اثر میں آسکتا تھا جیسا کہ اس سے قبل متقدمین میں سے کئی بزرگوں نے ایک خاص فقہی اسکول سے وابستہ ہونے کے باوجود اس فرض کو کسی نہ کسی پہلو سے انجام دیا تھا۔

علامہ انور شاہ کشمیری کا امتیاز

اس میں شک نہیں ہے[1] کہ جب ہندوستان میں تقلید کے مخالفین اپنے افکار و خیالات پھیلانے میں سرگرم ہوئے تو اس نے بہت سے علماء کو جھنجھوڑا، بعض حضرات نے ہزار ہا ہزار فقہ حنفی کے مسائل کی وسیع پیمانے پر تشہیر و اشاعت کی جس سے اردو زبان کا مذہبی لٹریچر بھی مالا مال ہوا۔ کئی سرگرم علماء نے فقہ اور اصول فقہ کی کتابیں اس وقت کے مزاج کے مطابق ایڈٹ کیں اور ان پر قیمتی شروح و حواشی لکھے۔ ان میں حضرت مولانا عبد الحی صاحب فرنگی محلیؒ کی شخصیت خاص طور پر

---

[1] اس میں شک نہیں ہے کہ اپنے مسلک کی حمایت میں بعض حنفی اہل قلم بھی بہت پست سطح پر اتر آتے تھے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر ہی حضرت اکبر الہ آبادی مرحوم دیوبندی مسلک و مشرب سے وابستہ ہونے کے باوجود یہ کہنے پر مجبور ہوئے تھے ع لڑ کر امام ابو حنیفہؒ دو لڑے

قابلِ ذکر ہے۔ اگر ان کی عمر وفا کرتی تو وہ فقہ حنفی کی کہیں زیادہ وقیع علمی خدمت انجام دیتے۔ اس طرح مختلف اداروں کے ذمہ دار مدرسین اپنے مدرسوں میں اس ذمہ داری سے غفلت نہیں برتتے بلکہ مذہب حنفی کی حمایت میں پورا پورا اہتمام کرتے تھے۔[1]

اِن سارے حقائق و واقعات کے باوجود حنفی مذہب کی علمی خدمت انجام دینے کے لئے چند ایسے محققین کی ضرورت تھی جنہیں نہ صرف فقہ حنفی کے اسفار و ذخائر پر ہی بدیں عمیق نظر

---

[1] مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ اپنے استاد اور ندوۃ العلماء کے سابق ممتاز شیخ الحدیث مولانا حیدر حسن خان ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنے مشاہدات میں لکھتے ہیں: "مولاناؒ کی محبت امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ عشق اور عقیدت مذہب حنفی سے عقیدہ کے درجہ تک پہنچی ہوئی تھی۔ امام صاحبؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے کبھی کبھی ان پر رقت طاری ہو جاتی تھی۔ اس محبت و عقیدت میں ان کی زبان سے کبھی کبھی امام صاحبؒ اور ان کے ناقدین کے حق میں بعض تنقیدی الفاظ نکل جاتے تھے جن میں شکوہ و احتجاج کا رنگ صاف جھلکتا تھا۔ انہی میں امام بخاری بھی تھے جنہوں نے قال بعض الناس کے پردہ میں امام صاحب پر بہت سے علمی اعتراضات فرمائے امام بخاریؒ کی منفرد اور یگانہ روزگار کتاب الجامع الصحیح (جس کو امت نے اصح الکتب بعد کتاب اللہ کا لقب دیا ہے) کے متعلق ان کا خیال تھا کہ اس کی روایات بحث و تنقید اور اس کے رواۃ جرح و تعدیل سے بالاتر نہیں۔۔۔"

پرانے چراغ ج ۱ ص ۱۹۳ - ۱۹۴ مکتبہ فردوس لکھنؤ   اسی طرح مولانا تقی الدین ندوی اپنے استاد اور مظاہر العلوم کے سابق شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"مذاہب ائمہ کی تحقیق اور ان کے دلائل خصوصاً مسلکِ حنفی کے دلائل کو تفصیل سے بیان فرماتے۔ اگر کوئی روایت بظاہر حنفیہ کے مسلک کے خلاف نظر آتی تو اس کی توجیہ اس طرح نقل فرماتے کہ مسلکِ حنفیہ حدیث سے اقرب نظر آنے لگتا۔"

"الفرقان" شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نمبر: ص ۲۳۸

بکہ مسلمانوں کے پورے فقہی لٹریچر پر گہری نظر ہو جنہیں امام ابوحنیفہؒ کے فقہی اسکول پر معترضین کے اعتراضات، ان کے اسباب و علل، روحِ شریعت سے شناسائی، فکر و بصیرت کی اہمیت و مہارت، فقہاء کے طبقات، رجالی تحقیق، روایت و درایت کے اصول و قواعد میں ماہر کامل ہوں تاکہ احادیث و آثار میں جہاں تعارض و تخالف نظر آتا ہے وہاں تطبیق و توفیق کی صورت متعین کرنے میں کامیابی ہو۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ان بزرگوں میں کسی قسم اور کسی درجہ کا بھی مسلکی تعصب نہ ہو اور دل ایمان و یقین کی دولت سے آباد و شاداب ہوں۔ ان اوصاف و کمالات سے متصف علماء میں دو عالم نمایاں طور پر مشہور ہوئے۔ ان میں ایک عرب کے علامہ محمد زاہد الکوثری اور دوسرے عجم کے علامہ محمد انور شاہ الکشمیری ہیں۔ علامہ کوثری تاریخ و رجال کے زبردست محقق اور مصنف تھے اور انھوں نے اس فن میں حنفی مذہب کی تائید و نصرت میں کئی چھوٹی بڑی محققانہ کتابیں لکھی ہیں۔ علامہ انور شاہ صاحب نے اپنی تیس سالہ تدریسی زندگی میں حنفی مذہب کی مدافعت و حمایت سے معمولی لاپروائی بھی نہیں برتی۔ چونکہ وہ چند فطری صلاحیتوں سے غیر معمولی طور پر بہرہ مند تھے اس لئے اپنے مدعا میں پوری طرح کامیاب ہوئے خود ایک بار فرمایا (بالفاظِ مولانا محمد منظور صاحب نعمانی)۔

"ہم نے اپنی پوری زندگی کے تیس سال اس مقصد کے لئے صرف کئے کہ فقہ حنفی کے موافقِ حدیث ہونے کے بارے میں اطمینان حاصل کیا جائے سو الحمدللہ اپنی اس تیس ۳۰ سالہ محنت اور تحقیق کے بعد مطمئن ہوں کہ فقہ حنفی حدیث کے مخالف نہیں ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ جس مسئلے میں مخالفین احناف جس درجہ کی حدیث سے استناد کرتے ہیں کم از کم اس درجہ کی حدیث اس مسئلے کے متعلق حنفی مسلک کی تائید میں ضرور موجود ہے اور جس مسئلہ میں حنفیہ کے پاس حدیث نہیں ہے جس کے لئے وہ اجتہاد پر اس کی بنیاد رکھتے ہیں وہاں دوسروں کے پاس بھی حدیث

نہیں ہے۔"[1]

درس کے دوران علامہ کشمیری کس طرح مذہب حنفی کی صحت و ارجحیت ثابت کرتے تھے؟ یہ موضوع تفصیل کا محتاج ہے اور اسے اُن کے ضخیم درسی تقاریر (امالی) کی روشنی میں اچھی طرح مرتب کیا جا سکتا ہے۔ زیر نظر انداز بھی نہیں کیا جا سکتا ہے ہم یہاں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فاضلانہ مضمون کا ایک طویل اقتباس درج کرتے ہیں جو یہاں زیر بحث موضوع کی اطمینان بخش وضاحت کرنے کے اہل ہے مولانا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"آگے درسِ حدیث میں رنگِ تحدیث غالب تھا۔ فقہ حنفی کی خدمت اور تائید و ترجیح بلاشبہ ان کی زندگی تھی لیکن رنگ محدثانہ تھا۔ فقہی مسائل میں کافی سیر حاصل بحث فرماتے لیکن اندازِ بیان سے یہ کبھی مفہوم نہ ہوتا تھا کہ آپ حدیث کو فقہی مسائل کے تابع کر رہے ہیں اور کھینچ تان کر حدیث کو فقہ حنفی کی تائید میں لانا چاہتے ہیں، بھلا اس کا قصد و ارادہ تو کیا ہوتا؛ بلکہ واضح یہ ہوتا تھا کہ آپ فقہ کو بحکم حدیث قبول کر رہے ہیں۔ حدیث، فقہ کی طرف نہیں لی جا رہی ہے بلکہ فقہ کو حدیث کی طرف لایا جا رہا ہے، وہ آ رہا ہے اور کلیتہً حدیث کے موافق پڑتا جا رہا ہے۔ بالفاظ دیگر گویا حدیث کا سارا ذخیرہ فقہ حنفی کو اپنے اندر سے نکال کر پیش کر رہا ہے اور اسے پیدا کرنے کے لئے نمودار ہوا ہے۔"

مولانا طیب صاحب نے اس کے بعد علامہ انور شاہؒ کی اس تقریر کا ذکر کیا ہے جو انھوں نے علامہ رشید رضا مصری کی دیوبند میں آمد پر ——— عربی میں برجستہ کی تھی اور جس میں انھوں

---

[1] حیات انور ص ۲۳۵

نے مدرسہ دیوبند کے اِس اہم علمی فریضہ ـــــ مذہبِ حنفی کا تحقیقی دفاع ـــــ کا تذکرہ بھی کیا تھا۔ آگے تحریر فرماتے ہیں:۔

"بہرحال درسِ حدیث میں آپ کے یہاں محدثانہ رنگ غالب تھا اور حدیث کو فقہ حنفی کے مؤید کی حیثیت سے نہیں بلکہ اس کے منشا کی حیثیت سے پیش کیا جاتا تھا، اور ہاتھ در ہاتھ اس کے دلائل و شواہد سے اِس دعوی کو مضبوط بنایا جاتا تھا۔

متونِ حدیث کی معتمد کتابوں کا ڈھیر آپ کے سامنے ہوتا تھا اور تفسیر الحدیث بالحدیث کے اصول پر کسی حدیث کے مفہوم کے بارے میں جو دعوی کرتے اُسے دوسری احادیث سے مؤید اور مضبوط کرنے کے لئے درس ہی میں کتب کھول کھول کر دکھاتے جاتے تھے اور جب ایک حدیث کا دوسری احادیث کی واضح تفسیر سے مفہوم متعین ہو جاتا تھا تو نتیجۃً وہی فقہ حنفی کا مسئلہ نکلتا تھا اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ حدیث، فقہِ حنفی کو پیدا کر رہی ہے۔ یہ ہرگز مفہوم نہیں ہوتا تھا کہ فقہ حنفی کی تائید میں خواہ مخواہ حدیثوں کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جا رہا ہے یعنی گویا اصل تو مذہبِ حنفی ہے محض مؤیدات کے طور پر روایاتِ حدیث سے اسے مضبوط بنانے کے لئے یہ ساری جدوجہد کی جا رہی ہے۔ نہیں بلکہ یہ کہ، حدیث اصل ہے لیکن جب بھی اس کے مفہوم کو اس کے فحوی اور سیاق وسباق نیز دوسری احادیثِ باب کی تائید و مدد سے اسے مشخص کر دیا جائے تو اس میں سے فقہ حنفی نکلتا ہوا محسوس ہونے لگتا ہے۔ اِس لئے طلبائے حدیث حضرت ممدوح کے درس سے یہ ذوق لے کر اُٹھتے

۱؎ حیاتِ انور: ص ۲۴۷

تھے کہ ہم فقہ حنفی پر عمل کرتے ہوئے درحقیقت حدیث پر عمل کر رہے ہیں کیونکہ حدیث کا جو مفہوم ابو حنیفہ نے سمجھا ہے وہی درحقیقت شارع علیہ السلام کا منشاء ہے جس کو روایت حدیث ادا کر رہی ہے بلکہ یہ سمجھ میں آتا تھا کہ روایت حدیث سے امام ابو حنیفہؒ اپنا کوئی مفہوم پیش نہیں کرتے بلکہ صرف پیغمبر اسلام علیہ السلام کا مفہوم پیش کر رہے ہیں اور خود اس حدیث میں محض ایک جویا اور ناقل کی حیثیت رکھتے ہیں"[۱]

[۱] حیات انور ص ۲۲

وحی الٰہی

مؤلفہ مولٰنا سعید احمد اکبر آبادی - ایم۔ اے

وحی اور اس سے متعلقہ مباحث پر محققانہ کتاب جس میں اس مسئلہ کے ایک پہلو پر ایسے دلپذیر و دلکش انداز میں بحث کی گئی ہے کہ وحی اور اس کی صداقت کا نقشہ آنکھوں کو روشن کرتا ہوا دل میں سما جاتا ہے اور حقیقت وحی سے متعلق تمام خلشیں صاف ہو جاتی ہیں قیمت /۸ - مجلد /۱۸

ندوۃ المصنفین - جامع مسجد - دہلی